

## المواہب اللد نیہ کی ضعیف، موضوع اور اسرائیلی روایات کا تنقیدی جائزہ - ۱

\*شمینہ سعدیہ

ساتوں صدی ہجری سے لے کر دسویں صدی ہجری تک کادور سیاسی اور علمی تفوق کے اعتبار سے تاریخ مصر کا اہم ترین دور ہے۔ اس عہد میں مصر میں نامور علماء و فضلاً اگرے ہیں۔ مثلاً علامہ زین الدین عراقی، علامہ ابن حجر، علامہ شمس الدین سخاویٰ، علامہ سیوطیٰ، علامہ قسطلاني اور علامہ شامیٰ جیل القدر و عالم و فاضل ہستیوں نے قرآن، حدیث اور سیرت سے متعلق بیش بہادر گرانقدر تصنیفات تحریر فرمائی ہیں۔ دیگر علوم و فنون کے علاوہ اس دور میں سیرت نبویہ پر بھی عظیم الشان کتب تحریر کی گئیں۔ ان میں علامہ مقریزی کی "امتاع الاسماع"، علامہ قسطلاني کی "المواہب اللد نیہ" اور علامہ شامی کی قبل الہدی والرشاد خاص اہمیت کی حامل ہیں۔ دیگر کتب سیرت کی نسبت "المواہب اللد نیہ" کو بہت زیادہ شہرت اور مقبولیت حاصل ہوئی۔

علامہ قسطلاني کا شمار دسویں صدی ہجری کے جید علماء میں شمار ہوتا ہے۔ آپ کو قرآن، حدیث اور سیرت کے علوم میں کامل درستہ حاصل تھی۔ ان کی چھوٹی بڑی متعدد تصنیفیں اس پر گواہ ہیں علم سیرت میں آپ کی دلچسپی اور مہارت کا اندازہ آپ کی کتاب "المواہب اللد نیہ بالمنج المحمدیہ" سے ہوتا ہے آپ نے نہایت دقت نظری اور عرق ریزی سے مختلف مصادر و مأخذ سے استفادہ کرتے ہوئے آپ کی ذات کے مختلف بہلوؤں کا استقصاء کیا ہے۔ متعدد و متنوع مضامین کی بناء پر "المواہب اللد نیہ" کو مقبولیت عامہ اور شہرت دوام حاصل ہوئی۔

چار تکب سیرت نبویہ کا بنیادی مآخذ ہیں یعنی سیرت ابن ہشام، طبقات ابن سعد، تاریخ الرسل والملوک اور علامہ واقدی کی کتاب المغازی، بعد میں آنے والے تمام مؤلفین سیرت نے ان کتابوں سے استفادہ کیا ہے۔ کتب دلائل میں علامہ یقینی اور ابو نعیم کی دلائل النبوة سے علماء سیر نے بطور خاص استفادہ کیا ہے۔ کئی علماء و محدثین نے کتب احادیث کو کہ بعض علماء نے تحقیق اور تنقید کی ضرورت احادیث احکام کے ساتھ مخصوص کر دی ہے یعنی وہ روایات جن سے شرعی احکام مستبط ہوتے ہیں وہ تنقید کی زیادہ محتاج ہیں۔ اس کے برعکس سیرت اور فضائل سے متعلق روایات میں تنقید و تحقیق کی زیادہ ضرورت نہیں ہوتی۔ (۱) چنانچہ فضائل اعمال اور مناقب کے ابواب میں کثرت سے ضعیف روایات شامل ہو گئیں اور بڑے بڑے علماء نے ان روایات کو اپنی کتابوں میں درج کیا ہے۔

کتب سیرت اور دلائل کے علاوہ کتب احادیث میں سے امام طبرانی کی معاجم ثلاثہ، (مجمم کبیر، مجمم اوسط، مجمم صغیر) امام حاکم کی المسند رک، دیلمی کی مسند الفردوس، مسند ابو یعلی، مصنف عبد الرزاق، مصنف ابن ابی شیبہ، مسند ابو داؤد طیلیسی

المواهب اللدنیہ کی ضعیف

وغیرہ میں صحیح احادیث کے ساتھ ساتھ ضعیف احادیث بھی بکثرت موجود ہیں۔ شاہ ولی اللہ دہلوی نے ان کو تیرے اور چوتھے درجے کی کتب احادیث میں شامل کیا ہے۔ (۲)

علامہ قسطلانی نے المواهب اللدنیہ کی تصنیف و تالیف میں حدیث، سیرت، تاریخ اور فقہ کی کتابوں سے وسیع پیمانے پر استفادہ کیا ہے۔ علامہ قسطلانی نے جہاں صحابہ کی روایات نقل کی ہیں وہاں انہوں نے علامہ یقین اور آبیعتم کی دلائل الغوۃ، ابن عساکر کی تاریخ دمشق، امام طبری کی معاجم ثلاثۃ، امام حاکم کی المتد رک، مصنف عبد الرزاق، مصنف ابن ابی شیبہ اور دیلمی کی منڈلفردوس سے بھی بکثرت روایات نقل کی ہیں۔ مؤلف نے اس اصول کی بنابر کہ فضائل و مناقب میں ہر قسم کی روایات پیمان کرنا جائز ہے المواهب اللدنیہ میں بہت سی موضوع اور ضعیف احادیث درج کر دی ہیں۔

علامہ شبلی نعمانی کے بقول: موہب اللدنیہ مشہور کتاب ہے اور متاخرین کا مآخذ ہے اس کے مصنف قسطلانی ہیں جو بخاری کے مشہور شارح ہیں حافظ ابن حجر کے ہم رتبہ تھے۔ یہ کتاب اگرچہ مفصل ہے لیکن بزاروں موضوع اور غلط روایتیں بھی موجود ہیں۔ (۳)

المواهب اللدنیہ کی ان تمام ضعیف اور موضوع احادیث پر نقد و تبصرہ کرنا محال ہے۔ مقالہ میں درج ذیل موضوعات کے تحت کچھ احادیث پر تقدیدی تبصرہ کیا جائے گا۔

### حقیقت محمدیہ علیہ السلام متعلق ضعیف و موضوع روایات کا تقدیدی جائزہ:

دوسری صدی ہجری میں ملت اسلامیہ سیاسی اور علمی تفوّق میں دیگر تمام اقوام عالم سے متاز تھی۔ اسی دور میں تفسیر، حدیث، فقہ، سیرت اور دیگر علوم اسلامیہ میں مسلم مفکرین اور علماء نے بیش بہا تصنیف تحریر فرمائیں۔ ان علوم کے ساتھ ساتھ مسلمانوں میں فلسفیانہ اور صوفیانہ نظریات نے بھی جنم لیا۔ بعد ازاں ان نظریات نے باقاعدہ ایک علم کی شکل اختیار کر لی جسے تصوف کہا جانے لگا۔ تصوف کے عظیم الشان مباحث میں اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات، وحدت الوجود اور وحدت الشہود اور حقیقت محمدی وغیرہ شامل ہیں۔

ڈاکٹر محمود احمد غازی کے بقول: ”ارباب تصوف اور اساطین روحانیات نے حضور ﷺ کی شخصیت کو تصوف کی اصطلاحات میں بیان کرنا شروع کیا۔ نوی محمدی، حقیقت محمدی، برزخ کبری وغیرہ تصوف کے بڑے بڑے موضوعات اور میدان ہیں۔ ان پر اکابر صوفیاء نے بہت کچھ لکھا ہے۔“ (۴)

ان اکابر صوفیاء میں ابن عربی، مجدد الف ثانی اور شاہ عبدالحق محدث دہلوی وغیرہ شامل ہیں۔ ان صوفیاء کے مطابق تمام خلوقات کی پیدائش سے قبل اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے نبی اکرم ﷺ کے نور کو پیدا کیا اور پھر اس نور سے تمام عالم کو پیدا کیا۔ اور یہ نور نسل درسل تمام انبیاء کرامؐ میں منتقل ہوتا چلا آیا۔ پھر آخر میں اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو خاتم

لنین کی صورت میں ظاہر کیا۔ ان صوفیاء کرام نے اول مा�خلق اللہ نوری (۵) اور کنت نبیا و آدم بین الماء والطین (۶) جیسی موضوع احادیث سے استدلال کیا۔

حقیقتِ محمد ﷺ کا تصور نویں اور دسویں صدی ہجری کی کتب سیرت میں بھی جلوہ گرفتار آتا ہے۔ اس دور کے تمام مؤلفین سیرت نے اپنی کتب سیرت کا آغاز ہی حقیقتِ محمدی ﷺ کے موضوع سے کیا ہے۔ علامہ قسطلانی ”المواہب اللدنیہ“ کے آغاز میں لکھتے ہیں:

”أَبْرَزَ الْحَقِيقَةَ الْمُحَمَّدِيَّةَ مِنَ الْأَنوارِ الصَّمْدِيَّةِ فِي الْحَضْرَةِ الْاُحْدِيَّةِ ثُمَّ سَلَخَ الْعَوَالَمَ كُلَّهَا.“ (۷)

”حضرت احادیث میں انوارِ صمدیہ سے حقیقتِ محمدی کو ظاہر کیا پھر تمام عالم کو اس سے نکالا“ علامہ قسطلانی نے حقیقتِ محمدی ﷺ پر بحث کرتے ہوئے یہ واضح کرنے کی کوشش کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ حضرت آدمؑ کی پیدائش سے قبل موجود کیے گئے۔ لہذا آپ ﷺ خلقت کے اعتبار سے بھی اول ہیں اور نبوت کے اعتبار سے بھی۔ نیز یہ کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو اپنے نور سے پیدا کیا۔ لہذا نورِ محمدی ﷺ کو تمام مخلوقات میں اولیت حاصل ہے۔ حقیقتِ محمدی کے اثبات کے لیے علامہ قسطلانی نے المواہب اللدنیہ میں بہت سی ضعیف اور موضوع احادیث بغیر نقد و تمیز کے نقل کر دی ہیں۔

نبی اکرم ﷺ کے اول مخلوق ہونے کے بارے میں علامہ قسطلانی نے عبد اللہ بن أبي جمرة کی کتاب بحیثیۃ الانفس کے حوالے سے ایک روایت نقل کی ہے۔ جس کے راوی کعب الاحبار ہیں۔ روایت کے الفاظ کچھ اس طرح سے ہیں:

”لَمَّا أَرَادَ اللَّهُ تَعَالَى أَنْ يَخْلُقَ مُحَمَّداً، أَمَرَ جَبَرِيلَ أَنْ يَأْتِيهِ بِالظِّنَّةِ الَّتِي هِيَ قَلْبُ الْأَرْضِ وَبَهَاؤُهَا وَنُورُهَا... فَعَرَفَتِ الْمَلَائِكَةُ وَجْمَعُ الْخَلْقِ سَيِّدَنَا مُحَمَّداً وَفَضْلَهُ“

قبل اُن تعرف آدم عليهما السلام۔“ (۸)

”جب اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو پیدا کرنے کا ارادہ کیا تو جبریل کو حکم دیا وہ مٹی لے کر آئیں جو زمین کا قلب اور اس کی رونق اور اس کا نور ہے۔۔۔ پس ملائکہ اور تمام مخلوق نے محمد ﷺ اور ان کی فضیلت کو آدمؑ (کی پیدائش) سے پہلے پہچان لیا۔“

یہ روایت نہایت درجے کی ضعف کی حامل ہے۔ علامہ حدیث نے اس روایت کو اسرائیلیات میں شمار کیا ہے چنانچہ علامہ زرقانی اس حدیث کے متعلق لکھتے ہیں:

”فَهُوَ أَمَّا عَنِ الْكِتَابِ الْقَدِيمَةِ لِأَنَّهُ حِبْرٌ هُوَ أَوْ عَنِ الْمَصْطَفَى بِوَاسِطَةِ فَهُوَ مَرْسُلٌ وَ

تضعیف بعض المتأخرین جداً له باحتمال أنه من الكتب القديمة وقد بدللت غير

مسنون فان التضعیف انما هو من جهة السند . (٩)

یہ روایت کتب قدیمہ سے لی گئی ہے کیونکہ اس کو کعب الاحرار نے روایت کیا ہے یا نبی اکرم ﷺ سے بغیر واسطے کے نقل کیا ہے۔ تو اس صورت میں مرسل روایت ہوئی اور بعد میں آنے والے علماء نے اس کی شدت سے تضعیف کی ہے۔ اس اختال کی بنیاد پر کہ یہ کتب قدیمہ سے لی گئی ہے اور بغیر سے تبدیل کردی گئی ہے، اس حدیث میں ضعف سند کے اعتبار سے ہے۔

حقیقت محمدیہ ﷺ کی اویت کے ضمن میں علامہ صاحب نے جن احادیث سے استدلال کیا ہے ان میں و مشہور حدیث بھی نقل کی ہے کہ جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ”لولاك لما خلقت الافلاك“، یہ حدیث متن کے خفیف اختلاف کے ساتھ مختلف علماء نے نقل کی ہے۔ ابن طغربک کی المولد الشریف کے حوالے سے امام قسطلانی لکھتے ہیں:

”وَيَرَوْنَ أَنَّهُ لِمَا خَلَقَ اللَّهُ آدَمَ أَلْهَمَهُ أَنْ قَالَ : يَارَبِّ لَمْ كَيْتَنِي أَبَا مُحَمَّدًا ، قَالَ اللَّهُ

تَعَالَى يَا آدَمَ ارْفِعْ رَأْسَكَ ، فَرَفَعَ رَأْسَهُ فَرَأَيَ نُورَ مُحَمَّدٍ ﷺ فِي سِرَادِقِ الْعَرْشِ

فَقَالَ : يَارَبِّ مَا هَذَا النُّورُ؟ قَالَ هَذَا نُورٌ نَبِيٌّ مِنْ ذِرِّيَّتِكَ اسْمُهُ فِي السَّمَاوَاتِ أَحْمَدُ وَفِي

الْأَرْضِ مُحَمَّدٌ ، لَوْلَاهُ مَا خَلَقْتَكَ وَلَا خَلَقْتَ سَمَاءً وَلَا أَرْضًا.“ (١٠)

”اور مروی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کو پیدا فرما یا تو انہیں الہام کیا۔ پس انہوں نے کہا اے میرے رب آپ نے میری کنیت ابو محمد کیوں رکھی ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم۔ اپنا سر اٹھاؤ، پس انہوں نے اپنا سر اٹھایا، اور عرش کے پاپوں پر نورِ محمدی کو دیکھا تو پوچھا اے میرے رب یہ کیا نور ہے، اللہ نے فرمایا یہ تیری اولاد میں سے اس نبی کا نور ہے جس کا نام آسمان میں احمد اور زمین میں محمد ہے، اگر ان کو نہ پیدا کرنا ہوتا تو نہ تم کو پیدا کرتا اور نہ ہی آسمانوں اور زمین کو“

اول یہ کہ علامہ قسطلانیؓ نے یہ حدیث میلاد کی کتاب سے نقل کی ہے۔ چھٹی صدی ہجری میں میلاد کی مجلس کی غرض سے جتنی کتب لکھی گئی تھیں ان میں زیادہ تر بے سر و پار روایات ہیں۔ دو میں یہ کہ مصنف نے اسے بصیغہ ”یروی“ بیان کیا ہے جس کا مطلب ہے کہ خود مصنف کو بھی اس کی صحت میں کلام ہے۔ محدثین میں سے علامہ شوکانی، علامہ طاہر الہندی، علامہ محبو نی، ملا علی القاری، امام صفائی اور مسعود عالم قاسمی نے حدیث ”لولاك لما خلقت الافلاك“ کی تردید کی ہے۔ (۱۱)

علامہ قسطلانیؓ کے مطابق اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے نبی اکرم ﷺ کے نور کو پیدا کیا، لہذا نورِ محمدی ﷺ کو تمام خلوقات میں اولیت حاصل ہے۔ اس ضمن میں علامہ قسطلانیؓ نے عبد الرزاق کی مصنف کے حوالے سے ایک حدیث بطور

دلیل پیش کی ہے۔ جس کے الفاظ کچھ اس طرح سے ہیں:

”یا جابر اول مخلوق الله نور نبیک من نوره ... الی آخره.“ (۱۲)

”اے جابر سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے تیرے پیغمبر کا نور اپنے نور سے پیدا کیا اس کے بعد ذکر ہے کہ اس نور کے چار حصے ہوئے اور انہی سے لوح، قلم، عرش و کرسی، آسمان و زمین اور جن و انس کی پیدائش ہوئی۔“

مصنف نے اس حدیث کو عبد الرزاق کے حوالے سے نقل کیا ہے حالانکہ مصنف عبد الرزاق میں یہ حدیث موجود نہیں۔ جن لوگوں نے اس حدیث کو عبد الرزاق کے حوالے سے نقل کیا ہے ان میں الدیار بکری اور امام عجلونی شامل ہیں۔ (۱۳) حدیث کی متندار و معتبر کتب میں اس حدیث کا کوئی وجود نہیں ہے۔ محمد مسعود عالم قاسمی اس روایت کے متعلق لکھتے ہیں:

”المواہب اللد نیہ میں یہ روایت تفصیل سے آئی ہے۔ مگر یہ روایت درست نہیں۔ قصہ گو حضرات نے گھری ہے۔“ (۱۴)

نور محمدی ﷺ کی اولیت کے حوالے سے دوسری حدیث امام صاحب نے أحكام ابن القطان کے حوالے سے نقل کی ہے جسے ابن مزروق نے علی بن حسین سے روایت کیا ہے کہ بے شک نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

”كنت نورا بین يدي ربى قبل خلق آدم بأربعة عشر ألف عام .“ (۱۵)

”میں آدمؑ کی پیدائش سے چودہ ہزار سال قبل اپنے رب کے سامنے ایک نور تھا۔“

حدیث مذکور کو امام قسطلانی اور امام عجلونی نے برداشت علی بن حسین عن أبيه عن جده بیان کیا ہے جبکہ مصنف تاریخ الخمیس اور علامہ سیوطی نے الدر المنشور میں برداشت اہن عباس بیان کیا ہے۔ علامہ قسطلانی، امام عجلونی اور دیار بکری نے ”کنت نورا بین يدي ربى“ کے الفاظ سے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ جبکہ علامہ سیوطی نے الدر المنشور میں اور ابن حجر نے المطالب العالیہ میں ”آن قریشا کانت نورا بین يدي الله“ کے الفاظ سے اس حدیث کو شروع کیا ہے۔ باقیہ حدیث کا متن ایک جیسا ہے۔ احادیث کی متندار و معتبر کتب میں اس حدیث کا پتہ نہیں ملتا۔

☆ نور سے متعلق ایک اور روایت ”وفی الخبر“ کے الفاظ سے شروع کی ہے۔ جس میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو اس نور کو اس کی پشت میں رکھ دیا۔ پس وہ نور ان کی پیشانی پر چکتا تھا۔ (۱۶) وغیرہ نور سے متعلق ایسی روایات کے بارے میں علامہ شبی نعمانی تقید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”روایتوں میں ہے کہ یہ نور پہلے ہزاروں برس سجدہ میں پڑا رہا۔ پھر حضرت آدم علیہ السلام کے تیرہ تارجم کا چراغ بننا پھر آدمؑ نے مرتب وقت شیش کو اپنا وصی بنایا کہ یہ نور ان کے سپرد کیا۔ اس طرح یہ درجہ بد رجہ ایک سے دوسرے پیغمبر کو سپرد ہوتا ہوا حضرت عبد اللہ کو سپرد ہوا اور حضرت عبد اللہ سے حضرت آمنہ کو منتقل ہوا۔ نور کا

مسجدہ میں پڑے رہنا اور اس کا موجود ہونا بالکل موضوع ہے اور نور کا ایک وصی سے دوسرے وصی کو درجہ بدرجہ منتقل ہوتا رہنا بے سر و پا ہے۔<sup>(۱۷)</sup>

☆ ایک روایت میں ہے کہ یہ نور جب عبدالمطلب کو پردہ والوہ ایک دن خانہ کعبہ میں سوئے ہوئے تھے۔ سو کہ اٹھے تو دیکھا کہ ان کی آنکھوں میں سرمد اور بالوں میں تیل لگا ہوا ہے۔ اور بدن پر جمال و رونق کا خلعت ہے۔ یہ دیکھ کر وہ ششدرہ گئے۔ آخر کار ان کے باپ ان کو قریش کے ایک کامن کے پاس لے گئے۔ اس نے کہا کہ آسمانوں کے خدا نے اجازت دی ہے کہ اس لڑکے کا نکاح کر دیا جائے اس نور کے اثر سے عبدالمطلب کے بدن سے خوبصورتی تھی۔ اور وہ نور ان کی پیشانی پر چمکتا تھا۔ قریش پر تخط و غیرہ کی جب کوئی مصیبت آتی تو اس نور کے وسیلہ سے وہ دعا مانتے تھے تو قبول ہوتی تھی۔<sup>(۱۸)</sup>

یہ روایت علامہ قسطلانی نے کعب احبار کے حوالے سے نقل کی ہے۔ اول تو یہ سلسلہ ایک تابعی تک موقوف ہے۔ آگے کی سند نہیں۔ مزید رآں کعب احبار کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ اسرائیلی روایات بکثرت بیان کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ علمائے محدثین نے ان کی روایات کے قبول کرنے میں احتیاط سے کام لیا ہے۔ اس روایت کے سلسلہ سند میں ایک راوی ابو بکر بن ابی مریم باتفاق محمد بن ضعیف ہے۔<sup>(۱۹)</sup>

☆ علامہ قسطلانی نے ایک اور روایت ابن طغریب کی ”اطلاق المفہوم“ سے نقل کی ہے:

جب ابہہ کے ہاتھی نے عبدالمطلب کے چہرے کی طرف دیکھا تو یوں بلبلایا جیسے کہ اوٹ بلبلاتا ہے۔ اور سجدہ میں گر پڑا۔ اللہ تعالیٰ نے ہاتھی کو قوتِ گویائی عطا کی پس اس نے کہا اے عبدالمطلب تیری پشت میں جونور ہے اس پر سلام<sup>(۲۰)</sup> مولف نے اس حدیث کا سلسلہ سند بیان نہیں کیا اور صیغہ مجہول کے ساتھ بیان کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مؤلف کو خود بھی اس حدیث کی صحت میں شہر ہے۔ جیسا کہ علام زرقانی نے تصریح کی ہے: ”اور یہ روایت اللہ بہتر جانتا ہے قول مرد و معلوم ہوتی ہے۔ اس لئے کہ نبی اکرم ﷺ کی ولادت واقعہ فیل کے چالیس یا چھاس سال بعد ہوئی تھی۔ اسی وجہ سے مصنف نے اسے صیغہ تمثیل کے ساتھ بیان کیا ہے اور اس روایت سے برآت کا اظہار کیا ہے۔“<sup>(۲۱)</sup>

☆ علامہ قسطلانی نے نورِ محمدی سے متعلق ایک اور روایت صیغہ مجہول کے ساتھ شروع کی ہے۔

”وقیل ان الله تعالى لما خلق نور نبینا محمد ﷺ ... قال الله تعالى اشهد عليکم

قالوا نعم۔“<sup>(۲۲)</sup>

”جب اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی ﷺ کے نور کو پیدا کیا تو اسے حکم دیا کہ وہ تمام انبیاء کے انوار کی طرف دیکھے پس آپ کا نور ان سب پر غالب آگیا۔ اللہ نے ان انبیاء کو قوتِ گویائی عطا کی وہ عرض کرنے لگاے ہمارے رب! یہ کس کا نور

المواهب اللدنی کی ضعیف.....

ہے جس کے آگے ہمارے انوار مانند پڑ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ نور محمد بن عبد اللہ کا ہے اگر تم ان پر ایمان لاوے تو ہم تمہیں نبی بنائیں گے۔ سب نے بیک زبان عرض کیا اے رب! ہم ان پر اور ان کی نبوت پر ایمان لائے۔ اس پر حق تعالیٰ نے فرمایا میں تم پر گواہ ہوں۔“

مؤلف نے یہ روایت بغیر کسی آخذہ کا حوالہ دیئے صیغہ مجہول یعنی ”وقیل“ کے ساتھ شروع کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مؤلف کو خود بھی اس روایت کی صحت کا یقین نہیں۔

### ولادتِ نبوی ﷺ متعلق روایات کا تنقیدی جائزہ:

ولادتِ نبوی ﷺ کے باب میں علامہ قسطلانی نے ضعیف و منکر احادیث کے ساتھ ساتھ موضوع اور بے سند روایات بھی نقل کی ہیں۔ ان میں سے کچھ روایات ایسی ہیں جو صوفیانہ لٹائف و مضاہین اور شاعرانہ تخلیل کی عکاسی کرتی ہیں۔ حدیث کی مستند کتب میں ان روایات کا پتا نہیں ملتا۔ ان روایات کے پیدا ہونے کا ایک بڑا سبب قصہ گو واعظین ہیں۔ جنہوں نے اپنی قوتِ اختراع سے معجزاتِ نبوی ﷺ متعلق عجیب و غریب باتیں بیان کیں اور بعد ازاں انہیں روایات کا درج دے دیا۔ علامہ ابن تیمیہ (۲۷۶ھ) نے بیان کیا ہے کہ احادیث و روایات میں فساد کا ایک بڑا سبب واعظین ہیں۔ اپنی کتاب ”تاویل مختلف الحدیث“ میں رقم طراز ہیں:

”اور واعظین کیونکہ وہ عوام کا رخ اپنی طرف پھیرنا چاہتے ہیں اور جو کچھ ان کے پاس ہے اس کو لغو، منکر اور عجیب و غریب باتیں بیان کر کے وہ وصول کرتے ہیں۔ اور عوام کی حالت یہ ہے کہ وہ اسی وقت تک ان واعظین کے پاس بیٹھتے ہیں جب تک وہ خارج از عقل باتیں یا ایسی موثر باتیں بیان کرتے ہیں جو ان کے دلوں میں اثر پیدا کریں اور ان کو رلا کیں۔“ (۲۳)

عبد الفتاح ابو عوندہ کے مطابق: ”اس قسم کے واعظین نے عوام کی توجہ حاصل کرنے کے لیے عجیب و غریب روایات و حکایات اختراع کیں۔“ (۲۴)

بعض ارباب سیر نے اس بناء پر کہ فضائل میں ہر قسم کی روایات قبول کر لی جاتی ہیں اور خصوصاً وہ روایات جن کی تائید و سرے طریقوں سے ہوتی ہے یعنی کثرت طرق کی بنا پر، وہ ضعیف روایات کو بھی قبول کر لیتے ہیں۔ علامہ ابن حجر، شیخ عبدالرحمن شناوی اور علامہ قسطلانی کا بھی اصول ہے۔ عصر حاضر میں مولا نادریں کا نذر حلوی نے اس طریقہ کا رکاو اختیار کیا ہے۔ جبکہ علامہ شبلی نعمانی نے روایات سیرت کی تقدیم علم اصول حدیث کے نقطہ نظر سے کی ہے۔ چنانچہ جن روایات کو علامہ شبلی نعمانی نے رد کیا ہے مولا نادریں کا نذر حلوی نے انہیں صحیح قرار دیا ہے۔

۱۔ ولادتِ نبوی ﷺ کے باب میں سب سے پہلی روایت جو آتی ہے وہ یہ ہے کہ حضرت عبد اللہ کی پیشانی پر نور

المواهب اللدنی کی ضعیف.....

نبوت کو دیکھ کر ایک عورت نے خواہش ظاہر کی کہ وہ خود عبد اللہ سے ہم بستر ہو کر اس نور کی امین بن جائے۔ لیکن عبد اللہ نے انکار کر دیا اور گھر چلے آئے اور وہاں یہ دولت آمنہ کو نصیب ہوئی۔ عبد اللہ نے واپس جا کر اس عورت سے درخواست کی تو اس نے انکار کر دیا۔ علامہ قسطلانی نے یہ روایت آبونعیم، ابن عساکر اور علامہ بیہقی کے حوالے سے نقل کی ہے۔ (۲۵) ابن سعد اور ابن جریر طبری نے بھی اس روایت کو بیان کیا ہے۔ (۲۶)

علامہ شبی نعمانی نے اس حدیث کو شدید ضعیف قرار دیا ہے اور اس حدیث کی اسناد پر تقدیم و تبصرہ کیا ہے (۲۷) اسی طرح مولا ناقی امینی نے بھی اس حدیث کو ضعیف کہا ہے۔ (۲۸) لیکن مولا نا اور لیں کا نڈھلوی اس حدیث کے مقبول اور مععتبر ہونے کے قائل ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:

”یہ روایت دلائل آبونعیم میں چار طریقوں سے اور طبقات ابن سعد میں تین طریقوں سے مذکور ہے جس کے بعض راوی ضعیف بھی ہیں لیکن جو روایت اس قدر طریقوں سے مردی ہو بالفرض اس روایت کی ہر سند کا ہر راوی فرد افراد ضعیف ہوت بھی محدثین کے نزدیک مقبول ہے۔ مختلف طریقوں سے مردی ہونے کی وجہ سے حسن لغیرہ کے درجہ تک پہنچ جاتی ہے۔ چہ جائیکہ جس روایت کے صرف بعض راوی ضعیف ہوں اور روایت مختلف طریقوں سے مردی ہو اس کے مقبول اور مععتبر ہونے میں کیا تردد ہو سکتا ہے۔“ (۲۹)

۲۔ ابن عباس فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ کے حمل میں ہونے کی جو شانیاں تھیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ اس رات کو قریش کے سب جانور بولنے لگے اور کہنے لگے کعبہ کے خدا کی قسم آنحضرت ﷺ مادر میں آگئے وہ دنیا جہان کی امان اور اہل دنیا کے چراغ ہیں۔ قریش اور دیگر قبائل کی کاہنہ عورتوں میں کوئی عورت ایسی نہیں تھی کہ اس کا جن اس کی آنکھوں سے اوچھل نہ ہو گیا ہوا دران سے کہانت کا علم چھین لیا گیا اور دنیا کے تمام بادشاہوں کے تخت اوندھے ہو گئے اور سلاطین اس دن گونگے ہو گئے۔ مشرق کے وحشی جانوروں نے مغرب کے وحشی جانوروں کو جا کر بشارت دی اسی طرح ایک دریا نے دوسرے دریا کو خوشخبری سنائی۔ پورے ایام حمل میں ہر ماہ آسمان و زمین سے یہ نداسنی جانے لگی کہ بشارت ہو کہ حضرت ابوالقاسم ﷺ کے زمین پر ظاہر ہونے کا زمانہ قریب آیا۔۔۔ آخر تک۔ (۳۰)

علامہ شبی نعمانی اس روایت پر تقدیم کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”میں نے دل پر جبر کر کے یہ پوری حکایت نقل کی ہے۔ یہ اس لیے کہ میلاد کے عام جلسوں کی رونق انہی روایتوں سے ہے یہ روایت آبونعیم نے ابن عباسؓ سے نقل کی ہے اور سند کا سلسلہ بھی ہر طرح درست ہے مگر اگر کسی کو اساماء الرجال سے آگاہی نہ بھی ہو اور وہ صرف ادب عربی کا صحیح ذوق رکھتا ہو تو وہ فقط روایت کے الفاظ اور عبارت دیکھ کر یہ فیصلہ کر دے گا کہ یہ چوتھی صدی کی بنائی ہوئی ہے۔“ (۳۱)

المواہب اللدینی کی ضعیف۔

۱۔ اس روایت کے سلسلہ سنن میں دورادی تیکی بن عبد اللہ البالبی (۳۲) اور ابو بکر بن ابی مریم (۳۳) ضعیف ہیں۔

۲۔ ولادت نبوی ﷺ کے ضمن میں علامہ قسطلانی نے کعب الاحبار سے ایک روایت نقل کی ہے:  
زمیں و آسمان کے ہر طبقہ میں آواز دی گئی کہ نور محمدی ﷺ نے آج رات رحم آمنہ میں قرار پکڑا ہے۔ کیا ہی خوشی کی بات ہے۔ پھر کیا ہی خوشی کی بات ہے۔ اس رات کی صبح کو روئے زمین کے تمام بت اوندھے پائے گئے۔ قریش کا یہ حال تھا کہ وہ شدید قحط اور عظیم تگی میں بنتا تھے لپس زمین سر بز ہو گئی اور درختوں میں تازگی آگئی اور ان کے پاس ہر طرف سے خوشحالی آگئی۔ پس قریش نے اس سال کا نام سنتہ لفظ والا بہتان رکھا۔ (۳۴)

علامہ قسطلانی نے یہ روایت کعب الاحبار کے حوالے سے نقل کی ہے کعب الاحبار کوئی محدثین نے اس بناء پر مسترد کر دیا ہے کہ وہ اسرائیلی روایات بکثرت بیان کرتے تھے لیکن مندرجہ بالا روایت کا اسرائیلیات سے بھی کوئی تعلق نہیں۔ یہ روایت ولادت نبویؐ کے وقت مکہ میں وقوع پذیر ہونے والے مجرمات متعلق ہے جبکہ کعب الاحبار مدینہ کے نو مسلم تابعی ہیں ان کا نبی اکرم ﷺ کی پیدائش کے وقت وقوع پذیر ہونے والے مجرمات کو بیان کرنا خارج از عقل ہے۔ درحقیقت یہ روایت بھی ولادت نبویؐ کی دیگر روایات کی طرح قصہ گو واعظین کے شاعر انہ تخلیل کی پیداوار ہے۔ جنہوں نے اسے کعب الاحبار کی جانب منسوب کر دیا ہے۔

۳۔ علامہ قسطلانی نے ابو نعیم سے ایک روایت نقل کی ہے:  
جب ولادت کا وقت قریب آیا تو خدا نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آسمانوں اور یہشتوں کے دروازے کھول دو۔ دو فرشتے باہم بشارت دیتے پھرتے تھے سورج نے نور کا نیا جوڑا اپہننا۔ اس سال دنیا کی تمام عورتوں کو یہ رعایت ملی کہ سب فرزند زیست ہجئیں، درختوں میں پھل آگئے۔ آسمان میں زبرجد اور یاقوت کے ستون کھڑے کیے گئے۔ آخر تک۔ (۳۵)

علامہ شلی نعمانی اس روایت کے متعلق لکھتے ہیں:

”یہ دکایت مواہب اللدینی اور خصائص کب میں ابو نعیم کے حوالہ سے نقل کی گئی ہے لیکن ابو نعیم کی دلائل الغربۃ کے مطبوعۃ نسخہ میں جہاں اس کا موقع ہو سکتا تھا وہاں یہ روایت مجھ کو نہیں ملی۔ ممکن ہے ابو نعیم نے اپنی کسی اور کتاب میں یہ روایت لکھی ہو یا یہ مطبوعۃ نسخہ نامکمل ہو بہر حال اس روایت کی بنا صرف اس قدر ہے کہ ابو نعیم چوچھی صدی ہجری کے ایک راوی عمر و بن قتبہ سے نقل کرتے ہیں کہ ان کے والد قتبہ جو بڑے فاضل تھے یہ بیان کرتے تھے۔ قسطلانی نے مواہب میں اس روایت کو نقل کر کے لکھا ہے کہ وہ مطعون ہے۔ حافظ سیوطی نے خصائص میں اس کو منکر کہا ہے اور واقعی یہ ہے کہ یہ تمام تربے سنداً اور موضوع ہے۔“ (۳۶)

۴۔ علامہ قسطلانی صاحب السعادۃ والبشری کے حوالے سے لکھتے ہیں ”آمنہ کہتی ہیں کہ جب ولادت ہوئی تو ایک

بہت بڑا ابر کا گلزار نظر آیا جس میں گھوڑے کے ہنہنے اور پروں کے پھر پھر انے اور لوگوں کے بولنے کی آوازیں آرہی تھیں وہ ابر کا گلزار بچ کے اوپر آ کر چھا گیا اور بچہ میری نظر دوں سے او جھل ہو گیا۔۔۔ آخر تک۔ (۳۷)

علامہ شبلی نعمانی اس روایت کے متعلق لکھتے ہیں: ”اس حکایت کی بنیاد یہ ہے کہ قسطلانی نے مواہب اللہ نیکی میں السعادة والبشری نامی ایک میلاد کی کتاب سے اس کو نقل کیا ہے اور السعادة والبشری کا مصنف کہتا ہے کہ اس نے خطیب سے اس کو لیا ہے۔ روایات کے لحاظ سے خطیب کی تاریخ کا جو درج ہے وہ کس کو معلوم نہیں۔ قسطلانی نے اس روایت کو ابونعیم کی طرف بھی منسوب کیا ہے مگر دلائل ابونعیم کے مطبوعۃ نحمد میں اس کا پتہ نہیں۔ غنیمت ہے کہ قسطلانی نے خود تصریح کر دی ہے کہ اس میں سخت نکارت ہے۔“ (۳۸)

۶۔ حافظ ابو بکر بن عائذ نے اپنی کتاب المولد میں ایک طویل حدیث نقل کی ہے۔ علامہ قسطلانی نے اس حدیث کا ایک نکلہ نقل کیا ہے۔ ابن عباسؓ سے روایت ہے: ”جب آپ ﷺ پیدا ہوئے تو آپ ﷺ کے کان میں جنت کے دار و غدر رضوان نے کہا۔ اے محمد بشارت ہو کہ کسی نبی کو کوئی ایسا علم عطا نہیں کیا گیا جو تم کو نہیں بتایا گیا۔ تم سب پیغمبروں سے زیادہ شجاع بنائے گئے ہو۔“ (۳۹)

”اس روایت کا مأخذ یہ ہے کہ یحییٰ بن عائذ المتوفی (م ۳۷۸-۴۳۵ھ) نے اپنی کتاب میلاد میں اس کا ذکر کیا ہے۔ ابن دحیہ محدث نے بڑی جرأت کر کے اس خبر کو غریب کہا ہے لیکن واقعی یہ ہے کہ اسے غریب کہنا بھی اس کی توثیق ہے یہ تمام تر بے اصل اور بے سند ہے۔“ (۴۰)

۷۔ أبو نعیم نے عطاء بن یسار سے انہوں نے ام سلمۃ سے انہوں نے آمۃ سے روایت کیا ہے۔ فرماتی ہیں جس رات میں نے انہیں حنم ریا تو ایک نور دیکھا جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے۔ (۴۱)

اور بریدہ بنی سعد کی ایک مرضعہ سے روایت کرتی ہیں کہ آمنہ فرماتی ہیں کہ میں نے دیکھا کہ گویا میری فرج سے ایک شہاب نکلا جس سے زمین روشن ہو گئی یہاں تک کہ میں نے شام کے محلات روشن ہو گئے۔ (۴۲)

بریدہؓ سے مروی روایت تو دلائل النبوة میں موجود ہے۔ لیکن عطاء بن یسار عن ام سلمہ عن آمنہ کے سلسلہ سند سے کوئی روایت دلائل النبوة میں موجود نہیں۔ ام سلمہؓ کا آمنہ سے روایت کرنا بھی اس سلسلہ سند کے ضعف کی طرف اشارہ کرتا ہے کیونکہ ام سلمہؓ کی آمنہ سے ملاقات ثابت نہیں۔

جہاں تک بریدہ سے مروی روایت کا تعلق ہے تو اس کے سلسلہ سند میں ابوغزیہ محمد بن موسی انصاری ہے جسے محمد شین کرام نے ضعیف اور وضع اقرار دیا ہے۔ (۴۳)

۸۔ ابن عباسؓ سے بیان کیا گیا ہے جب عبداللہ ثبوت ہوئے تو فرشتوں نے کہا اے ہمارے معبود اور آقا تیرانبی یعنی

المواہب اللد نیکی ضعیف۔۔۔

ہو گیا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں اس کا حافظ اور نصیر ہوں۔ (۲۲)

مؤلف نے اس روایت کو صبغہ محبول کے ساتھ بیان کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ خود مصنف کو بھی اس روایت کی صحیحیت کا لیقین نہیں۔ علامہ زرقانی اس حدیث کے ذیل میں لکھتے ہیں:

اگر یہ روایت صحیح ہوتی تو اس کا حکم مرنوع کا ہوتا۔ لیکن مصنف نے اس کو ضعیف روایات کے نقل کرنے کی عادت کے تحت یہ دیگر کے صیغوں کے ساتھ بیان کیا ہے۔ (۲۵)

۹۔ حضرت عباس "آنحضرت ﷺ سے ذکر کرتے ہیں: یا رسول اللہ ﷺ مجھ کو جس نشانی نے آپ ﷺ کے مذہب میں داخل ہونے کا خیال دلا�ا وہ یہ ہے کہ جب آپ ﷺ گھوارہ میں تھے تو میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ چاند سے اور چاند آپ ﷺ سے با تین کرتا تھا اور انگلی سے آپ ﷺ اس کو جھڑا شارہ کرتے تھے ادھر جھک جاتا تھا۔ فرمایا: ہاں میں اس سے اور وہ مجھ سے با تین کرتا تھا اور رونے سے دل بہلاتا تھا اور عرش کے نیچے جا کر جب وہ تسبیح کرتا تھا تو میں اس کی آواز سنتا تھا۔" (۲۶)

یہ روایت ابن عساکر نے نقل کی ہے۔ (۲۷) علامہ شبیل نعمانی نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے۔ ان کے مطابق "حضرت عباس "آنحضرت ﷺ سے شاید ایک یادوسال بڑے تھے۔ آنحضرت ﷺ کی شیرخوارگی کے عالم میں وہ خود شیرخوارگی میں ہوں گے۔" (۲۸)

۱۰۔ علامہ قسطلانی لکھتے ہیں کہ حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں واقدی کی سیر کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ نے گھوارہ میں کلام کیا۔ ابن سعیج کی خصائص میں ہے کہ فرشتے آپ ﷺ کا گھوارہ ہلاتے تھے اور سب سے پہلا نقرہ زبان سے یہ نکلا: الحمد للہ کبیر او الحمد للہ کثیر۔ (۲۹)

علامہ شبیل نعمانی ان روایات پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

واقدی کی سیر سے مراد اگر واقدی کی مجازی ہے تو اس کا مطبوعہ کلکتہ کا نسخہ جو میرے پیش نظر ہے اس میں یہ واقعہ مذکور نہیں اور اگر ہوتا بھی تو واقدی کا اعتبار کیا ہے۔ ابن سعیج اور ابن عاذر دیگرہ زمانہ متاخر کے لوگ ہیں اور قدماء سے روایت کی نقل میں بے احتیاط ہیں۔ کسی قدیم مأخذ سے اس کی تصدیق نہیں ہوتی۔ معلوم نہیں انہوں نے یہ روایتیں کہاں سے لیں۔" (۵۰)

واقعہ غرائیق:

علامہ قسطلانی نے المواہب اللد نیہ میں واقعہ شعب الی طالب کے بعد قصہ غرائیق بیان کیا ہے۔ اس قصہ کو علماء کی ایک جماعت نے موضوع قرار دیا ہے جبکہ ایک جماعت اس کے صحیح ہونے کی قائل ہے۔ ان میں علامہ قسطلانی بھی شامل

المواهب اللدنیہ کی ضعیف.....

ہیں۔ قصہ یہ کہ آپ مسیح کی ایک مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ پر سورۃ النجم نازل ہوئی۔ آپ نے اسے پڑھنا شروع کیا۔ جب آپ ”افرائیم اللات والعزی۔ و مناة الثالثة الاخرى۔“ پر پہنچے تو یہاں یک آپ کی زبان سے یہ الفاظ جاری ہو گئے۔ ”تک الفرائیق الاعلی و ان شفاعة عتمدن لترجمی“ (یہ بلند مرتبہ دیویاں ہیں ان کی شفاعت ضرور متوقع ہے) اس کے بعد آپ سورۃ النجم پڑھتے چلے گئے یہاں تک کہ جب اختتام سورۃ پر آپ نے سجدہ کیا تو مشرک اور مسلمان سب سجدے میں گر گئے۔ اس نبیاد پر کہ نبی اکرم ﷺ نے ان کے بتوں کے لیے بھلائی کے الفاظ کہے ہیں۔ آپ پریشان ہوئے کہ یہ کیا ہو گیا۔ اس پر یہ آیات نازل ہوئیں۔

﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُولٍ وَّلَا نَبِيٌّ إِلَّا ذَاتَ تَمَنُّٰٮ . الْقَوْيُ الشَّيْطَنُ فِي أُمْنِيَّتِهِ﴾ (۵۱)  
”اور ہم نے تم سے پہلے کوئی رسول اور نبی نہیں بھیجا مگر جب وہ کوئی آرزو کرتا تھا تو شیطان اس کی آرزو میں  
وسوہ ڈال دیتا تھا۔“

یہ قصہ تفسیر اور سیرت کی کتابوں میں تفصیل کے ساتھ مذکور ہے۔“ (۵۲)

علامہ ابن حجر ایضاً، ابو بکر جاصص، علامہ زمشیری، علامہ قسطلانی، ابن حجر اور دیگر کئی سیرت نگار اس قصہ کو صحیح مانتے ہیں۔ (۵۳) علامہ قسطلانی نے اس قصہ کی مخالفت میں امام رازی کے دلائل نقل کرنے کے بعد لکھا ہے:

”ولیس كذلك بل لها أصل.“ (۵۴)

”اور ایسا نہیں ہے بلکہ اس قصہ کی کوئی نہ کوئی اصل ضرور ہے۔“

اس کے بعد مؤلف نے اس واقعہ کے تمام طرق اور اسناد ذکر کیے ہیں۔ ابن حجر کے حوالے سے لکھتے ہیں: سعید بن جبیر کے طریق کے سوابقی جن طریقوں سے یہ روایت آئی ہے وہ یا تو ضعیف ہیں یا مقطوع مگر طریقوں کی کثرت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اس کی کوئی اصل ہے ضرور۔ (۵۵)

واقعہ غرائیق کی جتنی بھی روایات آئی ہیں ان میں یہ الفاظ آئے ہیں۔ ”فالقى الشيطان على لسانه“ یعنی شیطان نے (یہ الفاظ) آپ کی زبان پر جاری کر دیئے۔

غمزین اس جملہ سے تین معانی مراد لیتے ہیں۔

اول یہ کہ یہ الفاظ نبی اکرم ﷺ کی زبان سے ہو جاری ہو گئے تھے۔ (۵۶)

دوم یہ کہ یہ الفاظ شیطان نے جبراً آپ کی زبان پر جاری کر دیئے۔ (۵۷)

سوم یہ کہ یہ الفاظ شیطان نے خود کہے تھے۔ جب آپ مناۃ الثالثة الاخرى کہہ کر کے تو شیطان نے فوڑا یہ الفاظ کہے۔ لوگوں نے سمجھا کہ شاید نبی اکرم ﷺ نے خود یہ الفاظ کہے ہیں۔ (۵۸) اکثر مفسرین کا یہی قول ہے۔

علامہ نسفي لکھتے ہیں:

”اگر یہ کہا جائے کہ یہ الفاظ سحو اور غفلت سے آپؐ کی زبان پر جاری ہو گئے تو یہ قول مردود ہے۔ اس لیے کہ ایسی غفلت آپؐ پر جائز نہیں ہے۔ اگر جائز ہوتی تو آپؐ کی بات پر اعتقاد باطل ہو جاتا۔ جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ﴾ (۵۹)

”باطل اس کتاب کے آگے اور پیچے سے داخل نہیں ہو سکتا۔“

اور فرمایا:

﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الدِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحْفَطُونَ﴾ (۶۰)

”ہم نے قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔“

اور اگر یہ کہا جائے کہ شیطان نے جبراً آپؐ کی زبان پر یہ الفاظ جاری کر دیئے تھے تو یہ بھی ممتنع ہے۔ اس لیے کہ شیطان کو اس بات پر قدرت نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے

﴿إِنَّ عَبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَنٌ﴾ (۶۱)

”بے شک میرے بندوں پر تیر کوئی غلبہ نہیں ہو گا۔“

جب یہ ساری وجہ باطل ہو گئیں تو اب صرف ایک وجہ باقی رہ گئی وہ یہ کہ یہ الفاظ شیطان نے کہے تھے اور شیطان نبی اکرم ﷺ کے زمانہ میں بولتا تھا۔ جیسا کہ غزوہ احد کے موقع پر اس نے آواز لگائی تھی کہ محمد ﷺ کو قتل کر دیا گیا ہے۔ (۶۲)

علامہ ابن جرییری اور ابن العربی نے بھی یہی تاویل پیش کی ہے۔ (۶۳) علامہ قسطلانی نے ”الْمَوَاهِبُ اللَّدُنِيَّ“ میں اسی رائے کو اختیار کیا ہے۔ (۶۴)

واقعہ غرائیت کو موضوع اور من گھڑت قرار دینے والوں میں علامہ ابن کثیر، علامہ بنجہنی، ابن خزیمہ، ابن العربی، علامہ شوکانی، امام رازی، علامہ آلوی، قاضی عیاض، ابن عادل الدمشقی، شنقطیلی، ابوالسعود، صدیق حسن قتو جی اور وصہبہ الزحلی شامل ہیں۔ (۶۵)

علامہ ابن کثیر کہتے ہیں کہ: جتنی سندوں سے یہ قصہ روایت ہوا ہے سب مرسل اور منقطع ہیں۔ مجھے کسی صحیح متصل سند سے نہیں ملا۔ (۶۶) قاضی عیاض کے بقول: ”اس کی کمزوری اسی سے ظاہر ہے کہ صحاح ستہ کے مؤلفین میں سے کسی نے بھی اس کو اپنے ہاں نقل نہیں کیا اور نہ یہ کسی صحیح متصل سند اور بے عیب سند کے ساتھ ثقہ راویوں سے منقول ہوا ہے۔ (۶۷)

علامہ رازی نے اس قصہ کو قرآن، سنت اور عقلی دلائل کی بنیاد پر موضوع قرار دیا ہے۔

واقع غرائیق کے بطلان کے حوالے سے امام رازی کے دلائل کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

”اگر یہ کہا جائے کہ شیطان نے آپ ﷺ کی زبان پر الفاظ جاری کروادیئے تھے تو قرآن کہتا ہے:

﴿إِنَّ عَبْدَهُ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَنٌ﴾ (۲۸)

”بے شک میرے بندوں پر تم اغلبہ نہیں ہو گا۔“

﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَى إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَى﴾ (۶۹)

”وہ نبی اپنی خواہش سے کچھ نہیں کہتا، وہ وہی کہتا ہے جو اس کی طرف وہی کی جاتی ہے۔“

﴿لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ﴾ (۷۰)

”باطل اس کتاب کے آگے اور پیچھے سے داخل نہیں ہو سکتا۔“

سنقرئٹک فلا ننسی۔ (۷۱)

”جلد ہی ہم آپ کو پڑھا دیں گے، پھر آپ نہیں بھولیں گے۔“

”قل ما یکون لی ان ابدهلہ من تلقاء نفسی۔“ (۷۲)

”کہہ دو، مجھے اختیار نہیں ہے کہ اسے اپنی طرف سے بدلت دوں۔“

سنن کے حوالے سے دلائل دیتے ہوئے لکھتے ہیں: ابن خزیم نے کہا ہے کہ یہ قصہ زنا دقة کا وضع کردہ ہے۔ علامہ

بیہقی کے مطابق از روئے نقل یہ قصہ ثابت نہیں ہے۔ نیز یہ کہ بخاری و مسلم کے مؤلفین میں سے کسی نے اس قصہ کو نقل نہیں

کیا۔ عقلی دلائل دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

”نبی اکرم ﷺ کی سب سے بڑی کوشش بتول کی فتحی۔ لہذا آپ ﷺ ان کے بتول کی کیسے تعریف کر سکتے

تھے۔ نیز یہ کہ اسلام کے ابتدائی زمانہ میں یہاں ممکن تھا کہ آپ ﷺ کعبہ میں اوپنی آواز سے قرآن پڑھتے۔ مزید برآں یہ کہ

اگر اس قصہ کو تسلیم کر لیا جائے تو شریعت پر سے اعتبار اٹھ جائے۔“ (۷۳)

امام رازی ان تمام وجوہات کا تذکرہ کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

”فبھذا الوجه عرفناه علی سبیل الاجمال ان هذه القصة موضوع.“ (۷۴)

”ان تمام وجوہ کی بناء پر اجمالی طور پر ہم نے جان لیا کہ یہ قصہ موضوع ہے۔“

ڈاکٹر وہبۃ الرحلی واقع غرائیق کے متعلق لکھتے ہیں:

”یہ قصہ غرائیق گھڑا ہوا جھوٹا ہے اسے زنا دقة نے وضع کیا ہے اور سورۃ حج کی یہ آیت بہتان لگانے والوں کے

بہتان کو باطل قرار دیتی ہے۔“ (۷۵)

المواہب اللد نیکی ضعیف.....

محمد عبدالحکیم الحنفی نے بھی اس قصہ کو موضوع اور مصنوع قرار دیا ہے۔ (۷۶)

مفہی محمد شفیع کے مطابق:

”یہ واقعہ جمہور محمدین کے نزدیک ثابت نہیں ہے۔ بعض حضرات نے اس کو موضوع، بلخ دین و زنداقہ کی ایجاد قرار دیا ہے اور جن حضرات نے اس کو معتبر بھی قرار دیا ہے تو اس کے ظاہری الفاظ سے جو شبہات قرآن و سنت کے قطعی اور یقینی احکام پر عائد ہوتے ہیں ان کے مختلف جوابات دیئے ہیں۔ لیکن اتنی بات بالکل واضح ہے کہ اس آیت قرآن کی تفسیر اس واقعہ پر موقوف نہیں“ (۷۷)

مولانا مودودی ”واقعہ غرائب پر تفصیلی بحث کرتے ہوئے اس قصہ کی اندر و فی شہادتوں کی بناء پر (۷۸) اسے لغو

اور ہمہل قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

”کوئی روایت خواہ اس کی سند آفتاب سے بھی زیادہ روشن ہوا میں صورت میں قابل قبول نہیں ہو سکتی جبکہ اس کا متن اس کے غلط ہونے کی کھلی شہادت دے رہا ہو۔ اور قرآن کے الفاظ، سیاق و سبق، ترتیب ہر چیز سے قبول کرنے سے انکار کر رہی ہو۔ یہ دلائل تو ایک متفکر اور بے لگ محقق کو بھی مطمئن کر دیں گے کہ یہ قصہ غلط ہے۔ رہامؤمن تو وہ اسے ہرگز نہیں مان سکتا جبکہ وہ اعلامیہ دیکھ رہا ہے کہ یہ روایت قرآن کی ایک نہیں میسیوں آیات سے مکراتی ہے۔“ (۷۹)

حدیث احیاءً أبوی النبی ﷺ:

علامہ قسطلانی نے نبی اکرم ﷺ کے والدین کے زندہ ہونے اور آپ ﷺ پر ایمان لانے کی احادیث نقل کی ہیں۔ محمدین کی ایک جماعت نے (جن میں ابن شاصین، ابو بکر البغدادی، امام سہیلی، علامہ قربی، علامہ طبری اور علامہ سیوطی وغیرہ شامل ہیں) ان احادیث سے استدلال کرتے ہوئے یہ رائے پیش کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے والدین اصل نجات میں سے ہیں جبکہ علامہ ابن کثیر، ابن الجوزی، امام ذہبی، مالکی القاری، علامہ شوکانی اور علامہ زرقانی نے ان احادیث کو اس بناء پر موضوع قرار دیا ہے کہ وہ حدیث صحیح کے متعارض ہیں۔ (۸۰)

علامہ سخاوی نے اثبات اور نفی دونوں پہلوؤں سے اعراض کیا ہے۔ (۸۱) علامہ قسطلانی کے مطابق اس مسئلہ پر

سکوت اختیار کرنا زیادہ بہتر ہے۔ (۸۲)

احیاءً أبوی النبی ﷺ کی حدیث درج ذیل ہے:-

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے: آپ ﷺ جوں کے مقام پر غزرہ اترے کچھ دیر و ہاں ٹھہرے رہے جتنا کہ اللہ نے چاہا۔ پھر آپ ﷺ خوش خوش لوٹے اور فرمایا میں نے اپنے رب سے درخواست کی اس نے میری ماں کو زندہ کیا پس وہ مجھ پر ایمان لائی پھر وہ واپس لوٹا دی گئی۔ (۸۳)

المواہب اللدودی کی ضعیف.....

اس سے ملتی جلتی دوسری حدیث ابو حفص بن شاھین نے ”الناسخ والمنسوخ“ میں نقل کی ہے۔ (۸۳)

وہ علماء جنہوں نے اس حدیث پر وضع کا حکم لگایا ہے ان کی آراء درج ذیل ہے۔

علامہ ابن الجوزی کے مطابق یہ حدیث بلاشبک موضوع ہے۔ (۸۵)

علامہ مذہبی نے میزان الاعتدال میں لکھا ہے:

”یہ حدیث جھوٹ ہے اور صحیح حدیث کہ آپ ﷺ نے اپنے رب سے والدین کی مغفرت کی اجازت چاہی تو اللہ نے اجازت نہیں دی کے مخالف ہے۔“ (۸۶)

ملکی قاری نے الاسرار المروعة میں لکھا ہے کہ یہ حدیث موضوع ہے جیسا کہ ابن دحیہ کا قول ہے۔ (۸۷)

علامہ شوکانی نے بھی اس حدیث پر وضع کا حکم لگایا ہے۔ (۸۸)

علامہ جورقانی ابن شاھین کی ”الناسخ والمنسوخ“ والی حدیث کے متعلق لکھتے ہیں: ”هذا حدیث باطل“ یہ حدیث باطل ہے۔ (۸۹)

اسی طرح دوسری حدیث کو بھی انہوں نے باطل قرار دیا ہے۔ (۹۰)

بعض محدثین کے نزدیک یہ احادیث موضوع نہیں بلکہ ضعیف ہیں۔ چنانچہ علامہ سیوطی الراحلی امصنوعۃ میں لکھتے ہیں: ”صحیح حکم اس حدیث پر ضعف کا ہے نہ کہ وضع کا۔“ (۹۱)

علامہ سیوطی نے اس موضوع پر ایک رسالہ بھی لکھا ہے جس کا نام الدرجن المدیفہ فی الآباء الشریفہ ہے، اس رسالہ میں لکھتے ہیں:

”حدیث احیاء ابوی کو خطیب بغدادی نے ”السابق واللاحق“ میں، دارقطنی نے ”غراہب مالک“ میں، ابن شاھین نے ”الناسخ والمنسوخ“ میں، محب طبری نے ”سیرت“ میں اور سہیلی نے ”الرؤض الانف“ میں نقل کیا ہے۔ یہ سب لوگ حدیث کے ضعیف ہونے کے باوجود اس کی طرف مائل ہیں۔ اسی طرح علامہ قربی، ابن القیم، ابن سید الناس، صلاح صدقی، حافظ شمس الدین بن ناصر الدین مشقی نے اس حدیث کو ناسخ حدیثوں میں شمار کیا ہے۔ اور اس حدیث کے ضعف کی پرواہ نہیں کی۔ اس لیے کہ حدیث ضعیف جو فضائل و مناقب کے متعلق ہواں پر عمل کیا جاتا ہے اور یہ بھی ایک منقبت ہے۔“ (۹۲) نیز اپنی کتاب مسائل الخفاء میں لکھتے ہیں:

”حدیث سے ثابت ہے کہ اہل نار میں سے سب سے کم تر عذاب ابوطالب کو ہوگا۔ اور اس عذاب کی کیفیت یہ ہوگی کہ ان کے پاؤں کی ایڑیاں آگ میں ہوں گی جس سے ان کا دماغ کھولے گا۔ یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے والدین آگ میں نہیں ہوں گے۔ اس لئے کہ اگر وہ میں آگ میں ہوتے تو ان کا عذاب ابوطالب کے عذاب

سے کم تر ہوتا اس لیے کہ ان دونوں کا مقام ابوطالب سے بڑھ کر ہے۔ پھر ان کے لئے یہ عذر بھی موجود ہے کہ انہوں نے بعثت کا زمانہ نہیں پایا اور نہ ہی یہ ہوا کہ آپ ﷺ نے ان پر اسلام پیش کیا ہو اور انہوں نے قبول کرنے سے انکار کیا ہو برخلاف ابوطالب کے کہ ان کے متعلق صادق و مصدق نے خبر دی ہے کہ ان کا عذاب کم تر ہو گا۔ پس آپ ﷺ کے والدین اہل نار میں نہیں اور یہ انتہاط اہل اصول کے نزدیک دلالۃ الاشارة کہلاتا ہے۔“ (۹۳)

علامہ عجلو نی ابن شاھین کی حدیث نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

”حافظ کا اتفاق ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے بلکہ یہ بھی کہا گیا ہے کہ موضوع ہے لیکن صواب یہ ہے کہ یہ ضعیف حدیث ہے۔“ (۹۴)

علامہ سہیلی کے مطابق اس حدیث کی اسانید میں مجہول راوی ہیں۔ (۹۵) ابن کثیر نے اسے شدید مکر حدیث کہا ہے۔ (۹۶)

علامہ قرطی کے مطابق:

حدیث احیاء اور حدیث نبی عن الاستغفار میں کوئی تعارض نہیں اس لیے کہ حدیث احیاء حدیث نبی عن الاستغفار سے مؤخر ہے۔ اس لیے کہ حدیث احیاء جمیہ الوداع کے موقع پر تھی اور اس وجہ سے ابن شاھین نے اسے ناخ حدیشوں میں شمار کیا ہے۔ (۹۷)

مولانا عبدالحکیم لکھنؤی حدیث احیاء ابوی کے متعلق لکھتے ہیں:

”حدیث احیاء پر بحث کا حاصل یہ ہے کہ جن لوگوں نے اس حدیث پر وضع کا حکم لگایا ہے ان میں امام دارقطنی، حورقانی، ابن ناصر، ابن جوزی اور ابن دجیہ شامل ہیں۔ اور جن لوگوں نے محض ضعف کا حکم لگایا ہے۔ ان میں ابن شاھین، خطیب بغدادی، ابن عساکر، سہیل، قرطی، محبت طبری اور ابن سید الناس شامل ہیں۔ ہم نے ان تمام علماء کی آراء پر غور کیا ہے۔ پہلے گروہ نے جن علل کا تذکرہ کیا ہے وہ سب غیر مؤثر ہیں۔ پس اسی وجہ سے ہم نے دوسرے گروہ کے قول کو ترجیح دی ہے۔“ (۹۸)

جاری ہے.....

## حوالہ جات

- ١۔ الشاوى، محمد بن عبد الرحمن، شمس الدين، فتح المغىث بشرح أكفيه الحديث العراقي، مكتبة زادار مصطفى الباز، ١٣٢٢، ٢٠٠١، ٣٩٧، ٤، احمد بن شاكر، الباعث الحشيش شرح اختصار علوم الحديث، دار السلام الرياض، ١٤١٣، ١٩٩٢، ٩٣، اسیوطی، عبد الرحمن بن ابی بکر، جلال الدین، مدریب الروایی فی شرح تقریب النوی، تحقیق: عبد الوہاب عبد اللطیف، دارالكتب الحدیث، ١٤٨٥، ١٩٦٦، ٢٩٨، ١، خلیف بغدادی نے امام احمد بن حنبل کا قول نقل کیا ہے: جب ہم رسول اللہ سے حلال و حرام اور سن و احکام سے متعلق روایت کرتے ہیں تو اساد میں حتیٰ برستے ہیں اور جب فضائل اعمال سے متعلق روایت کرتے ہیں تو اساد میں نرمی برستے ہیں۔ دیکھے الکفایہ فی علم الرواییہ (ص ١٧٨)
- ٢۔ شاه ولی اللہ ابن عبد الرحیم الدھلوی، جیۃ اللہ بالغہ، تحقیق: السيد سابق، دارالكتب الحدیث بالقاهرة و مکتبۃ اُمّۃ بغداد، ب-ت، ١/١٣٥
- ٣۔ شبلی نعمانی، علامہ، سیرت ابنی، ادارہ اسلامیات، ٥٢، ١/٢٠٠٩، ٩٣، ٤، ٢٠٠٧
- ٤۔ محمود احمد غازی، ڈاکٹر، محاضرات سیرت، افیصل ناشران و تاجران کتب اردو بازار لاہور، ٩٣، ٩٣، ٤، ٢٠٠٧
- ٥۔ الدیار بکری، حسن بن احمد بن احمد، تاریخ الخمیس فی آحوال انفس نیس، وارصاد بیروت، ب-ت، ١/١٩، احمدی، علی بن برهان الدین، السیرۃ الحلبیہ فی سیرۃ الامین المأمون، دارالعرفۃ، ب-ت، ١/٢٣٠، مولانا عبدالحکیم الحنفی اس حدیث کے متعلق لکھتے ہیں: حدیث 'اول ما خلق الله نوری، لفظی او معنوی طور پر ثابت نہیں ہے اور یہ حدیث 'لولاك لما خلقت الافالك'، کی طرح عموم و خواص اور قصہ گلوگوں کی زبانوں پر مشہور ہو گئی ہے۔ دیکھے الآثار المرفوعة فی الآثار الموضعیة (ص ٣٥)
- ٦۔ اس حدیث کے متعلق امام ابن تیمیہ لکھتے ہیں: اس حدیث کی کوئی اصل نہیں اور نہ ہی علماء حق میں سے کسی نے اس کو روایت کیا ہے اور نہ ہی یہ قابل اعتقاد کتب میں موجود ہے بلکہ یہ حدیث باطل ہے۔ دیکھے عرش الرحمن (ص ٢٣)
- ٧۔ القسطلاني، احمد بن محمد شہاب الدین ابوالعباس، المواهب اللدنیۃ بالخاتمة، دارالكتب العلمیۃ بیروت لبنان، ١٩٩٦، ١/٢٢
- ٨۔ ایضاً، ١/٣٢؛ ابن ابی جرۃ، عبد اللہ بن ابی جرۃ، ابو محمد الأزردی، الاندلسی، بحیجه الغنوشی و تخلیحها بمعنی فتاوی الحماۃ علیہا شرح مختصر البخاری، مطبعة الصدق الخیریۃ بجوار الأزهر بمصر، ١٤٢٩، ٩٢، ٩١، ٢/١، اخترکوشی، عبد الملک بن ابی عثمان محمد بن ابراهیم الخرکوشی الشیسیبوری، شرف المصطفی، تحقیق: ابو عاصم نیل بن حاشم الغمری، دارالبشایر الاسلامیۃ، ١٤٢٢، ٣٠٠، ١/١، اسیوطی، علی بن احمد نور الدین، وفاء الواقع عما خبار دار المصطفی، تحقیق: محمدی الدین، دارالتفاسیر الریاضیۃ، ١/١، ٣٢، ١٩٥٥؛ الشافی، محمد بن یوسف الصاحبی، بل الحمدی والرشاد فی سیرة خیر العباد، تحقیق: عادل احمد عبد الموجود، علی محمد موسی، دارالكتب العلمیۃ بیروت لبنان، ١٤٢١، ٩٣، ١/١٩٩٣
- ٩۔ الزرقانی، محمد بن عبد الباقی، شرح العلام انزرقانی علی المواهب اللدنیۃ، دارالكتب العلمیۃ بیروت لبنان، ١٩٩٦، ١/٨٣
- ١٠۔ المواهب اللدنیۃ، ١/٣٥، قاضی عیاض، ابو الفضل عیاض بن موسی بن عیاض، الشفاعة، عریف حقوق مصطفی، تحقیق: علی محمد الجاوی، مطبعة عسکری البابی و شرکاء، قاهرہ، ١٤٣٩، ٢٢٨، ١/١، ٢٧، ١٤١٦؛ تقی الدین عبد الملک بن ابی المنی البابی، کتاب نزدۃ الناظرین فی تفسیر آیات من کتاب رب العالمین...، مطبعة الأزهریۃ بمصر، ب-ت، ١٢، ١٨، ١/١؛ ایمی، نور الدین ابوالحسن علی بن ابی بکر، مجمع البحرين فی زوائد انجمنی، دارالكتب العلمیۃ بیروت لبنان، ١٩٩٨، ٣/٣٥٨؛ الشیبانی، یوسف بن اساعیل، جواہر الحمار فی فضائل ابنی الحنفیۃ، شرکة مکتبۃ و مطبعۃ مصطفی البابی الحنفی و اولادہ بمصر، ١٩٦٠، ١/١، ٢٢٥٥، ٢٢٥٢، ٢/٣٣١
- ١١۔ علی الحندی، محمد طاہر بن علی، تذکرة الموضوعات و فی ذیلها قانون الموضوعات والضعفاء، ادارۃ الطبعۃ العینیۃ لمیریۃ بمصر ١٤٣٣، ١٤٣٦، ١/٦

## الموهوب اللدويكي ضعيف.....

- الجوني، اسماعيل بن محمد، كشف الخفاء ومريل الالباب عما اشترى من الاحاديث، مؤسسة مناهل العرقان بيروت، بـ تـ ٢٠٢٤، ١٤٢٣هـ.
- الشوکاني، محمد بن علي، الفوائد الجموعة في الأحاديث المخصوصة، تحقيق: عبد الرحمن بن تكى اليهاني، دار الكتب العلمية بيروت لبنان، ١٤٢٦هـ - ١٣٨٠.
- الموهوب اللدويكي، ٣٦١/١، تاریخ تأثیریں، ١٩٢٠ء، ٢٠٢؛ کشف الخفاء، ٢٢٥/٢، جواہر الحمار، ١/٢، ٢٢٢/٢، ٣٠٧/٢، ٣١/٣، ٣٩١.
- اس حدیث کے متعلق علامہ شبیل نعمانی لکھتے ہیں: زرقانی وغیرہ نے اس روایت کو نقل کیا ہے مگر افسوس ہے کہ اس کی سننہیں لکھی۔ اس لیے اس روایت کی تقدید نہ ہو سکی۔ اصولی حیثیت سے اس روایت کے تسلیم کرنے میں مجھے پس وپیش ہے۔ دیکھئے سیرت النبی ﷺ، ٢١٣/٣، علامہ سیوطی نے بھی اس حدیث پر وضع کا حکم لگایا ہے۔ دیکھئے الحادی للغذا، ١/٥٠١، ٥٠٠، ٥٠١، ١٤٢١هـ۔ نیز شیخ عبداللہ بن صدیق نے اس حدیث کے موضوع ہونے سے متعلق ایک رسالت لکھا ہے جس کا نام ”مرشد الحادی لہیان وضع حدیث جابر“ ہے۔ اس کا تذکرہ محمد عبدالعزیز خالدی نے جو کہ شرح الزرقانی کے محقق ہیں اس شرح کے حاشیہ میں کیا ہے۔ دیکھئے شرح الزرقانی، ٨٩/١.
- الموهوب اللدويكي، ٣٩/١، الشفاء، ١٠٩، تاریخ تأثیریں، ٢١/١؛ شرف المصطفی، ٣٠٣/٢، کشف الخفاء، ٢٢٦/١، المیوطی، عبد الرحمن بن ابی بکر، جلال الدین، الدر المخور فی تفسیر المأثور، دار الكتب العلمية بيروت لبنان ١٤٢١هـ - ١٩٩٠ء، ٥٢٦/٣، الاجری، محمد بن احسین ابو بکر، الشریعت، تحقیق: ولید بن محمد بن نبی، مؤسسة قرطبة للطباعة والنشر والتوزیع ١٤٢١هـ، ٢٥١/٢، ١٤٩٦هـ.
- الموهوب اللدويكي، ٣٩/١، السیرۃ الاحلیۃ، ٢٣١، سیرت النبی ﷺ، ٣١٣/٣، ٣٨/١.
- الموهوب اللدويكي، ٥٢/١، تاریخ تأثیریں، ٢٢١، السیرۃ الاحلیۃ، ١/١.
- الذهنی، محمد بن احمد، شمس الدین ابی عبد اللہ، میزان الاعتدال فی نقہ الرجال، مطبعة العادۃ، بکوار محافظہ مصر لصاحبہ محمد اسماعیل، ١٤٣٢هـ، ٢٣٥/٧، ابن حجر، احمد بن عاصمانی، آباقفضل، سان الکیزان، تحقیق: محمد عبد الرحمن اعرشی، دار احیاء التراث العربي، بیروت لبنان، ١٤٩٦هـ، ١٥٧/٢، ٢٨٣/١٥، تحقیق: محمد بن عمرو بن موسی، آبوجعفر، کتاب الصعفاء الکبیر، تحقیق: الدکتور عبد لمطیل امین قلچی، دار الكتب العلمية بيروت لبنان، ١٩٩٨ء، ٣١١/٣، ١٣٢٣هـ.
- الموهوب اللدويكي، ٣٥/١، السیرۃ الاحلیۃ، ٩٧/١، تاریخ تأثیریں، ٢٣٥، ١٤٩٨ء.
- الموهوب اللدويكي، ١٦٢/١، شرح الزرقانی، ٣٣/١، تاریخ تأثیریں، ٢٢/١.
- ابن تقویہ، عبد اللہ بن مسلم الدینوری، تاویل غفتل الحدیث، تحقیق: محمد عبد الرحیم، دار الفکر للطباعة والنشر والتوزیع بیروت ١٤٣٥هـ - ١٩٩٥ء، ٢٥٥/٥.
- عبد الفتاح، أبو عوندہ، لحاظت من تاریخ الشیعہ وعلوم الحدیث، المكتبة العلمیة لاہور، ١٤٣٠هـ، ١٩٨٣ء.
- ابو قیم، احمد بن عبد اللہ الاصبهانی، دلائل النبوة، عالم الکتب بیروت، بـ تـ، ٣٩، ٣٨، تحقیق: احمد بن احسین، ابو بکر، دلائل الدوحة وعرفت آحوال صاحب الشریعہ، تحقیق: داکٹر عبد لمطیل قلچی، دار الكتب العلمية بيروت لبنان، ١٤٣٥هـ - ١٩٨٥ء، ١٠٥/١، ١٤٣٧ء.
- ابن سعد، محمد بن سعد بن منیع الزھری، الطبقات الکبری، دار احیاء التراث العربي بیروت لبنان، ١/٢، ٢٣٥، ١٤٣٨هـ - ١٩٩٨ء، تاریخ الامم والملوک، تحقیق: عبد اعلیٰ مصنا، مؤسسة الامم للطبعات بیروت لبنان، ١٧٣/٢، ١٤٣٨هـ - ١٩٩٨ء.
- سیرت النبی ﷺ، ٣١٥/٣، ٣١٦، تاریخ تأثیریں، ٢٢٤/٢.
- محمد تقی امینی، حدیث کا درایتی معیار، تدقیقی کتب خانہ، مقابل آرامبا غ کراچی، ١٩٨٢ء، ٢٧، ٢٠٨، ٢٠٨.

الموهوب اللدنيكي ضعيف.....

- ٢٩- سيرت المصطفى، ٢٥/١
- ٣٠- المواهب اللدنية، ٢٢/١؛ دلائل النبوة (ابو قيم)، ٢٢؛ شرف المصطفى عليه السلام، ٣٣٩؛ سيفي، عبد الرحمن بن ابو عمر، جلال الدين، أبو الفضل، اخلاق الكباري، دار الكتب العلمية بيروت لبنان، ٨١/١؛ نهاية الارب، ٦٥/٦
- ٣١- سيرت ابن طالحة، ٣٩/٣؛ ميزان الاعتدال، ٣٢- ٣٣؛ ميزان الاعتدال، ٧٤/١٩٦ (٩٥٧)؛ تهذيب الجندليب، ١١/٢٥
- ٣٢- ميزان الاعتدال، ٧٤/٣٣٥ (٣٣٥/١٠٠١٣)؛ لسان الميزان، ١٥/٢، ٣٨٣٦
- ٣٣- المواهب اللدنية، ٨٠/١؛ اخلاق الكباري، ١/٢٥
- ٣٤- ايشا، ١/٢٥؛ اخلاق الكباري، ١/٨٠
- ٣٥- المواهب اللدنية، ٢٢/١؛ معارج النبوة، ٢٢/٢
- ٣٦- سيرت ابن طالحة، ٣١٨/٣
- ٣٧- المواهب اللدنية، ٢٢/١
- ٣٨- سيرت ابن طالحة، ٣٢١/٣
- ٣٩- المواهب اللدنية، ٢٧/١
- ٤٠- سيرت ابن طالحة، ٣٢٠/٣
- ٤١- ايشا، ١/٢٧؛ دلائل النبوة (ابو قيم)، ٣١؛
- ٤٢- الكامل، ٧/٥٥؛ ميزان الاعتدال، ٣٢٧/٦ (٨٢٢٨)؛ لسان الميزان، ٦/٥٢٣ (٥٢٥/٨)
- ٤٣- المواهب اللدنية، ٢٣/١؛ شرف المصطفى عليه السلام، ٣٥٢/١
- ٤٤- شرح الزرقاني، ٢٠٧/١
- ٤٥- المواهب اللدنية، ٨١/١؛ اخلاق الكباري، ١/٩١؛ سبل الحدی، ١/٣٢٩
- ٤٦- تاريخ دمشق، ٢٢٣/٣/٢؛ شرف المصطفى عليه السلام، ٣٥٨، ١٠٢/١
- ٤٧- سيرت ابن طالحة، ٣٢٢/٣/٣
- ٤٨- المواهب اللدنية، ٨١/١؛ دلائل النبوة (بيهقي)، ١٣٩، ١٣٠؛ اخلاق الكباري، ١/٩٣، ٩١/١؛ سبل الحدی، ١/٣٣٩
- ٤٩- سيرت ابن طالحة، ٣٢٣، ٣٢٢/٣
- ٥٠- انج: ٥٢/٢٢؛ ابن عباس کے مطابق "أكثى الشيطان في أمنية" کا معنی ہے کہ "فِي قِرَأَةِ الرَّسُولِ وَحْدَيْثِ النَّبِيِّ"؛ دیکھئے تویر المقیاس ٣٥٣
- ٥١- الطبری، محمد بن جریر، أبو حیفر، جامع البیان عن تاویل آی القرآن، دار الفکر بیروت لبنان، ١٤٠٨- ١٩٨٨، ١٠/١٤٠٧، ٢٠٦/١٩٥٢، تفسیر ابن ابی حاتم، ٨/٢٥٠٠- ٢٥٣٣- ٢٥٠٠؛ الدر المختار، ٢٥٠٣- ٢٥٣٣- ٢٥٠٠؛ الزخیر، محمود بن عمر جار الله الزخیری، الحوارزمی أبو القاسم، الکشاف عن حقائق الترتیل وعيون الاقاویل، دار الفکر للطباعة والنشر والتوزیع، ١٩٩٩، ١٣٥/٢؛ اسباب النزول، ١٧/٨؛ الوادعی، علی بن احمد، ابو الحسن النسیابوری، الوسیط فی تفسیر القرآن العجید، تحقیق: شیخ عادل احمد عبد الموجود علی محمد موسوی، دار الکتب العلمیة بیروت لبنان، ١٩٩٣، ١٣١٥، ٢/٢٢٤؛ تاریخ الامم والملوک، ٢/٢٣؛ الطبقات الكباری، ١/٩٩، ٩٨/١؛ الحسینی، عبد الرحمن بن عبدالله، ابو القاسم، الروض الانف في تفسیر المسیرۃ الجوییۃ لابن هشام، دار الکتب العلمیة بیروت لبنان، ١٣١٨- ١٤٩٩، ٢/١٥٣
- ٥٢- جامع البیان، ١١/١٠، ١٨/٢، ١٨/٣؛ الکشاف، ١٩/٣؛ ابن حجر، احمد بن علی، اعرقلانی، أبو الفضل، فتح الباری بشرح صحیح البخاری، کتاب الفسیر تفسیر سورۃ الحج، تحقیق: عبدالعزیز بن عبدالله بن باز، المکتبۃ التجاریة مصطفیٰ احمد الباز، ١٣١٦- ١٩٩٦، ٨/٣٥٥؛ المواهب اللدنیة، ١/١٢٨
- ٥٣- المواهب اللدنیة، ١٢٨/١
- ٥٤- فتح الباری، کتاب الفسیر تفسیر سورۃ الحج، ٨/٣٥٥، دار احياء التراث العربي بیروت لبنان، ١٣٠٨، ١٤٨٨ بخطاب
- ٥٥- ابن عطیہ الاندلسی، عبد الرحمن بن غالب بن عطیہ، أبو محمد، الحجر الوجیر فی تفسیر الکتاب العزیر، تحقیق: عبد السلام عبد الشافی محمد، دار الکتب العلمیة

## المواهب اللدنية ضعيف

- ٦٠ - بيروت لبنان، ١٣٢٢هـ / ٢٠٠١ء، ١٣٩٦هـ / ٢٠٠٤ء، البغوي، حسين بن مسعود القراء البغوي الشافعى، أبو محمد، معاذم التزيل، دار الكتب العلمية بيروت لبنان، ١٣٢٣هـ / ٢٢٧ء، أكشاف، ١٩٦٣هـ / ٣٢٢ء، لنفى، عبد الله بن أحمد بن محمود لنفى، مدارك التزيل وحقائق التزيل، تحقيق: شيخ زكريا عيارات، قد بيكتب خاتمة آرام باع كراچي، ١٢٠٢هـ / ٢٠١٢ء؛ نظام الدين أحسن بن محمد بن حسين آقى النيسابوري، غرائب القرآن ورغائب القرآن، دار الكتب العلمية بيروت لبنان، ١٣١٦هـ / ١٩٩٤ء
- ٦١ - مدارك التزيل، ١٢٠٢هـ / ٢٠١٢ء؛ غرائب القرآن، ٩١/٥، ٩١/٥
- ٦٢ - آحكام القرآن (ابن العربي)، ٢٣٢هـ / ٣٢٠ء، معاذم التزيل، ٢٣٢هـ / ٣٢٠ء؛ مدارك التزيل، ١٣٠٢هـ / ٢٣٧ء؛ الميهادى، عبد الله بن عمر بن محمد الشيرازي، ناصر الدين، أبو سعيد، أنوار التزيل وأسرار التزيل، دار الجليل بيروت، بـ٢ـ، ٢٣٢هـ / ٣٢٠ء؛ ابو السعود، محمد بن محمد بن مصطفى العمادى الحنفى، ارشاد لعقل اسلمى الى مزايا الكتاب الکريم، دار الكتب العلمية بيروت لبنان، ١٣١٩هـ / ١٩٩٩ء
- ٦٣ - فصلت : ٣٢/٣١
- ٦٤ - الجرج : ٩/١٥
- ٦٥ - الجرج : ٣٢/١٥
- ٦٦ - جامع البيان، ١١٠٢هـ / ١٩٠١ء؛ تاريخ الامم والمملوک، ٢٢٧هـ / ٢٣٧ء، ٣٠٦٢هـ / ٣٠٧٢ء؛ آحكام القرآن، ٣٠٧٢هـ / ٣٠٦٢ء
- ٦٧ - المواهب اللدنية، ١٣٢١هـ / ١٣٢١ء
- ٦٨ - ابن أبي حاتم، عبد الرحمن بن محمد بن ادريس الرازي، تفسير القرآن العظيم، تحقيق: أسعد محمد الطيب، مكتبة نزار مصطفى الباز مكتبة المكرمة، الرياض، ١٣٢٧هـ / ٢٥٣٢هـ / ٢٠١٤ء؛ آحكام القرآن (ابن العربي)، ٣٠٥٣هـ / ٣٠٣٢هـ؛ الشوكاني، محمد بن علي بن محمد، فتح القدير بالجامع بين فنون الرواية والدرایة من علم الفقیر، دار إحياء التراث العربي، ١٣١٨هـ / ١٩٩٨ء؛ الرازي، محمد الرازي فخر الدين ابن الحلالمة ضياء الدين عمر، مفاتيح الغيبة، دار الفرق للطباعة والنشر والتوزيع، ١٣١٥هـ / ١٩٩٥ء؛ روح المعانى، ٣٩٥، ٣٩٣هـ / ٣٩٢هـ؛ الشفاء، ٢٥٢هـ / ٢٠٠٢ء؛ المباب في علوم الكتاب، ١١٨/١٢ء؛ أخواته البيان، ٢٨٨/٥هـ / ٢٠٠٥ء؛ فتح البيان، ٢٩٦/٢هـ، ارشاد لعقل اسلمى، ٣٩٠/٢هـ؛ أخواته الوسيط، ١٤٥٧هـ / ٢٠٠٧ء؛ ابن الجوزى، عبد الرحمن بن علي بن محمد، جمال الدين أبو الفرج، زاد المسير في علم الفقير، تحقيق: أمحمد شمس الدين، دار الكتب العلمية بيروت لبنان، ١٣١٣هـ / ١٩٩٣ء؛ ابو حيان، محمد بن يوسف النديسي، ابجر الحجيت في الفقير، دار الفرق للطباعة والنشر والتوزيع، ١٣١٢هـ / ١٩٩٢ء، ٥٢٦هـ / ٢٠٠٧ء؛ الخطيب الشربيني، محمد بن أحمد، المصرى، السراج الممير في الأعاجنة على معرفة بعض معانى كلام ربنا الحكيم الجبار، تحقيق: ابراهيم شمس الدين، دار الكتب العلمية بيروت لبنان، ١٣٢٥هـ / ٢٠٠٣ء؛ اعلام النبوة، ٢٠٠٢هـ / ٢٢٠ء؛ تفسير القرآن العظيم، ٢٥٣هـ / ٣٢٠ء
- ٦٩ - الشفاء، ٧٥٠هـ / ٢٠٠٣ء
- ٧٠ - الجرج: ٣/٥٣
- ٧١ - الأعلى: ٤/٨٧هـ
- ٧٢ - مفاتيح الغيبة، ٥١/١٢هـ
- ٧٣ - ظفر الباقي، ١٤٥٧هـ / ٢٠٠٣ء
- ٧٤ - اخواته الوسيط، ٢٠٠٣ء
- ٧٥ - معارف القرآن، ٢٢٧هـ / ٢٠٠٣ء
- ٧٦ - مولا نا مودودى کے مطابق واقعہ غرائیں ۵ نبوی میں ہوا جکہ عناب والی سورۃ بنی اسرائیل کی آیت نمبر ۳، ۱۱ نبوی میں اور سورۃ حج کی

المواهب اللدنی کی ضعیف.....

- آیت نمبر ۱۵۲ الجرجی میں نازل ہوئی ہیں۔ کیا کوئی صاحب عقل شخص باور کر سکتا ہے کہ آمیزش کا فعل آج ہوا و عتاب چھ سال بعد اور آمیزش کی تفہیخ کا اعلان ۹ سال بعد ہو۔ دیکھئے چھمیں القرآن، ۳/۲۳۲، ۴/۲۳۳، ۵/۲۰۰۵، ۶/۱۳۲۶، ۷/۲۲۵۹-۲۲۵۸)
- مودودی، ابوالاعلیٰ سید، تفہیم القرآن، ادارۃ ترجمان القرآن لاہور، ۱۹۷۶ء۔
- ۷۹۔ صحیح مسلم کی حدیث ہے آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے اپنے رب سے اجازت چاہی کہ میں اپنی ماں کے لیے استغفار طلب کروں تو مجھے اجازت نہیں دی گئی۔ دیکھئے صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب استغفار النبی ﷺ رہب عز و جل فی زیارتہ قبراء، ۳۹۲، (۲۲۵۹-۲۲۵۸)؛ ایک اور روایت یہ ہے ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ سے پوچھا: اے اللہ کے رسول! میرا باپ کہاں ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا! آگ میں۔ پس جب وہ لوٹنے لگا تو آپ نے اسے بلا یا اور فرمایا میشک میرا باپ اور تم حارا باپ آگ میں ہیں۔ دیکھئے صحیح مسلم، کتاب الائیمان، باب بیان ان من مات علی الکفر فحصی النبار، ۷/۱۰۰ (۵۰۰)
- ۸۰۔ المقاصد الحکیمة، ۱/۹۵۔ ۸۱۔ المواهب اللدنیہ، ۱/۸۲۔ ۸۲۔ ناسخ الحدیث و منسوخه، کتاب جامع، باب فی زیارت النبی ﷺ قبراء، ۱/۳۲۲، ۲/۲۲۶
- ۸۳۔ السیوطی، عبدالرحمن بن ابی بکر، جلال الدین، الراذلی، المصنوعۃ فی الاحادیث المخصوصۃ، دار المعرفۃ بیروت لبنان، ۱۹۸۳ھ-۱۴۰۳ء، ۱/۲۲۶؛ مختصر الشریف، ۱/۱۳۲
- ۸۴۔ ملاعی قاری، نور الدین علی بن محمد بن سلطان، الاسرار المرفوعۃ فی الاحادیث المخصوصۃ، تحقیق: محمد الصبا غ، دار الامانۃ، مؤسسة الرسالہ بیروت لبنان ۱۴۰۱ھ-۱۳۹۱ء، ۲/۸۳، ۱/۸۸۔ ۸۵۔ کتاب الموضوعات، ۱/۲۸۔ ۸۶۔ میزان الاعتدال، ۲/۳۳۷، ۳/۳۳۷؛ لسان المیزان، ۲/۵۱۲، ۳/۵۳۱۶
- ۸۷۔ ملاعی قاری، نور الدین علی بن محمد بن سلطان، الاسرار المرفوعۃ فی الاحادیث المخصوصۃ، تحقیق: محمد الصبا غ، دار الامانۃ، مؤسسة الرسالہ بیروت لبنان ۱۴۰۱ھ-۱۳۹۱ء، ۱/۳۲۲؛ الفوائد الجموعۃ، ۱/۳۲۲، ۲/۳۲۲
- ۸۸۔ کتاب الاباطیل، ۱/۲۲۲، ۲/۲۲۳۔ ۸۹۔ الینا، ۱/۹۰۔ ۹۰۔ الینا، ۱/۲۲۳، ۲/۲۲۳
- ۹۱۔ الراذلی المصنوعۃ، ۱/۱۳۲۶؛ السیوطی عبدالرحمن بن ابی بکر، جلال الدین، مساکن الحفاء فی والدی المصنفو علیہ السلام، مجلس دائرة المعارف النظامية الکائنة فی الحند بخر وستہ حیدر آباد کن، ۱۴۰۵ھ-۱۳۳۲ء، ۱/۵۷
- ۹۲۔ السیوطی، عبدالرحمن بن ابی بکر جلال الدین، الدرج المدینیۃ فی الاباع الشریفۃ، مجلس دائرة المعارف النظامية الکائنة فی الحند بخر وستہ حیدر آباد دکن ۱۴۰۵ھ-۱۳۳۲ء، ۱/۵۳، ۲/۹۳
- ۹۳۔ کشف الخفاء، ۱/۱۱، ۲/۹۵۔ ۹۴۔ الروض الانف، ۱/۲۹۹، ۲/۹۷۔ ۹۵۔ کشف الخفاء، ۱/۱۱، ۲/۹۷۔ ۹۶۔ السیرۃ النبویۃ (ابن کثیر)، ۱/۲۳۹، ۲/۹۰؛ المواهب اللدنیہ، ۱/۹۰، ۲/۹۷
- ۹۷۔ ظفر الامانی، ۱/۲۵۸